آیاتہا ۴۹ سُوْرَۃُ الطُّوْرِ مَکِّیَّۃٌ ۵۲ رکوعاتہا ۲

ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ طور مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام مالک، احمد، بخاری اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے مغرب کی نماز میں حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ طور پڑھتے ہوئے سنا۔(1)

امام بخاری اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میں بیمار ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے سے طواف کر لے۔ پس میں نے طواف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کی ایک طرف نماز پڑھنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں وَالطُّوْرِ ۝ وَ کِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝ کی قرأت کی۔(2)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ الطُّوْرِ ۝۱ وَ کِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝۲ فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝۳ وَّ الْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝۴ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۝۵ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝۶

"قسم ہے (کوہ) طور کی اور کتاب کی جو لکھی گئی ہے کھلے ورق پر۔ اور قسم ہے بیت معمور کی اور بلند چھت کی اور سمندر کی جو لبالب بھرا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الطُّوْرِ ۝ ایک پہاڑ ہے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طور جنت کے پہاڑوں میں سے ایک ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "طور جنت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ طور سریانی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں۔ اور کِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝ سے مراد صحف ہیں۔ اور فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝ سے مراد صحیفہ ہے۔(4)

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 4، صفحہ 151 (463)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 720، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 508 (3741)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 22-21، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے بیان کیا ہے کہ کِتٰبٍ سے مراد ذکر ہے اور مَّسْطُوْرٍ۝ سے مراد لکھا ہوا ہے۔

امام عبدالرزاق، امام بخاری نے خلق افعال العباد میں، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وَ الطُّوْرِ۝ وَ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ۝ کا معنی ہے قسم ہے طور کی اور کتاب کی جو لکھی گئی ہے۔ اور فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ۝ کے متعلق فرمایا اس سے مراد وہی کتاب ہے۔(1)

آدم بن ابی ایاس، امام بخاری نے خلق افعال العباد میں، ابن جریر اور بیہقی نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وَ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ۝ کا معنی ہے اور ان صحف کی جو لکھے ہوئے ہیں۔ اور فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ۝ کا معنی ہے صحف میں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ۝ کا معنی ہے (جو لکھی گئی ہے) کتاب میں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیت المعمور ساتویں آسمان میں ہے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور دوبارہ قیامت قائم ہونے تک وہ اس کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔(2)

امام ابن منذر، عقیلی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: آسمان میں ایک بیت ہے جسے معمور کہا جاتا ہے۔ وہ بالکل کعبہ معظمہ کے سامنے اور بالمقابل ہے۔ چوتھے آسمان میں ایک نہر ہے جسے حیوان کہا جاتا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر روز اس میں داخل ہوتے ہیں اور اس میں خوب غوطہ زنی کرتے ہیں اور پھر باہر نکل آتے ہیں اور اپنے پروں کو خوب جھاڑتے ہیں۔ اور اس سے ستر ہزار قطرے گرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا فرما دیتا ہے۔ پھر انہیں بیت المعمور میں آنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ وہ اس میں عبادت میں مصروف ہو جاتے ہیں اور کرتے ہی رہتے ہیں۔ پھر اس سے باہر نکل آتے ہیں۔ پس وہ دوبارہ اس کی طرف کبھی لوٹ کر نہیں جا سکیں گے۔ پھر ان میں سے ایک کو ان پر والی اور حکمران مقرر کر دیا جاتا ہے اور اسے حکم دیا جاتا ہے کہ وہ انہیں آسمان میں ٹھہرنے کی جگہ ٹھہرائے۔ وہ اس میں قیام قیامت تک اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے رہیں گے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آسمان میں بیت المعمور ہے جسے ضراح کہا جاتا ہے۔ وہ بیت الحرام کی طرح ہے اور بالکل اس کے سامنے اور بالمقابل ہے۔ اگر وہ نیچے گرے، تو سیدھا بیت اللہ شریف پر گرے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ پھر دوبارہ کبھی ان کی باری نہیں آئے گی۔ آسمان میں اس کی حرمت واحترام اتنا ہی ہے جتنا مکہ مکرمہ کی حرمت واحترام ہے۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت کریب مولی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت مرسل ذکر کی ہے۔(3)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 22، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 24

3۔ مصنف عبدالرزاق، باب الخطیئۃ فی الحرم، جلد 5، صفحہ 21، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام اسحاق بن راہویہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت خالد بن عرعرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا بیت المعمور کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: یہ آسمان میں ایک بیت (کمرہ) ہے جسے ضراح کہا جاتا ہے۔ اور وہ مکہ مکرمہ سے اوپر کی جانب بالکل اس کے بالمقابل ہے۔ آسمان میں اس کی حرمت اسی طرح ہے جیسے زمین میں بیت اللہ کی حرمت ہے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور وہ دوبارہ اس کی طرف کبھی لوٹ کر نہیں آسکیں گے۔ (1)

امام عبدالرزاق، ابن منذر، ابن جریر اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے مصاحف میں حضرت ابوطفیل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابن الکواء نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیت المعمور کے بارے سوال کیا، کہ وہ کیا ہے؟ تو آپ نے جواباً فرمایا: وہ ضراح نامی ایک بیت ہے جو سات آسمانوں سے اوپر اور عرش کے نیچے ہے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ پھر وہ یوم قیامت تک اس کی طرف دوبارہ نہیں آسکیں گے۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ عرش کے سامنے ایک بیت ہے۔ ملائکہ اسے آباد کرتے ہیں۔ اور ستر ہزار فرشتے ہر روز اس میں نماز پڑھتے ہیں۔ پھر دوبارہ ان کی باری نہیں آئے گی۔ (3)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے فرمایا: وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝ جنت سے اتارا گیا اور یہ مکہ مکرمہ میں آباد ہو رہا تھا۔ پھر جب سیلاب آیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اوپر اٹھا لیا۔ اب وہ چھٹے آسمان میں ہے۔ ہر روز ابلیس کے قبیلے سے ستر ہزار فرشتے اس میں داخل ہوتے ہیں۔ پھر کبھی ایک دن بھی کوئی ایک اس کی طرف لوٹ کر نہیں آئے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝ کعبہ معظمہ کے بالمقابل ہے۔ اگر اس میں سے کوئی شے گرے تو وہ سیدھی کعبہ پر گرے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ اور حرم اس کے حرم کے بالمقابل ہے جو کہ عرش تک ہے۔ اور آسمان میں قدم رکھنے کی بھی جگہ نہیں ہے مگر اس پر کوئی فرشتہ سجدہ کر رہا ہے یا قیام کر رہا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آسمان میں ایک بیت ہے۔ اسے ضراح کہا جاتا ہے۔ وہ بیت اللہ شریف کے بالکل بالمقابل اوپر ہے۔ آسمان میں اس کی حرمت اسی طرح ہے جیسے زمین میں بیت اللہ کی حرمت ہے۔ ہر رات ستر ہزار فرشتے اس میں داخل ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ وہ اس ایک رات کے سوا کبھی اس کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ (4)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 22، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف عبدالرزاق، باب الخطیۃ فی الحرم، جلد 5، صفحہ 21، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 23

4۔ شعب الایمان، باب فی المناسک، جلد 3، صفحہ 439 (3997)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیت اللہ شریف میں داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ تو بنوشیبہ نے انہیں کہا کہ رات کے وقت اس میں کوئی داخل نہیں ہوسکتا۔ البتہ دن کے وقت ہم آپ کے لیے اسے خالی کرا دیں گے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ آپ کے پاس تشریف لائے تو ام المومنین نے آپ ﷺ سے یہ شکایت کی کہ انہوں نے آپ کو بیت اللہ شریف میں داخل ہونے سے روک دیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کسی کے لیے رات کے وقت بیت اللہ شریف میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ کیونکہ یہ کعبہ اس بیت المعمور کے بالمقابل ہے جو آسمان میں ہے۔ اس بیت المعمور میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو پھر قیامت کے دن تک اس طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ اگر اس سے کوئی پتھر گرے تو وہ سیدھا کعبہ معظمہ کی چھت پر آگرے۔

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیت المعمور کے بارے فرمایا کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے صحابہ کرام سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ بیت المعمور کیا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ جب وہ اس سے نکل جاتے ہیں تو پھر آخر تک جو کچھ ان پر لازم ہے وہ اس (ذمہ داری) سے اس کی طرف لوٹ کر نہیں آتے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایک فرشتہ مجھے ساتویں آسمان کی بلندی تک لے گیا تو میں ایک عمارت کے پاس رک گیا اور فرشتے سے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو اس نے بتایا: یہ ایک عمارت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے لیے بنایا ہے۔ ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس بیان کرتے ہیں اور وہ دوبارہ اس کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔(2)

امام ابن راہویہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمہ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ** ۝ سے مراد آسمان ہے۔(3)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ **وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ** ۝ سے مراد عرش ہے اور **وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ** ۝ سے مراد وہ بلند پانی ہے جو عرش کے نیچے ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: **السَّقْفِ** سے مراد آسمان ہے۔(4)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ **وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ** ۝ کی تفسیر میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے مراد عرش کے نیچے آسمان میں ایک سمندر ہے۔(5)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 23، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 24

3۔ ایضاً　4۔ ایضاً　5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 26

marfat.com

Marfat.com

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کیا ہے۔(1)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ الْمَسْجُوْرِ ۝ سے مراد محبوس (روکا ہوا) ہے۔(2)

ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: الْمَسْجُوْرِ ۝ سے مراد مرسل (چھوڑا ہوا سمندر) ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یہود میں سے ایک آدمی سے کہا: جہنم کہاں ہے؟ تو اس نے جواب دیا یہی سمندر۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اسے سچ خیال کرتا ہوں۔ پھر آپ نے یہ آیتیں پڑھیں وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝۔ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝ (التکویر:6) (اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے)(3)

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث والنشور میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے فلاں سے بڑھ کر کسی یہودی کو سچ بولنے والا نہیں دیکھا۔ کیونکہ اس کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی آگ یہی سمندر ہے۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ سورج چاند اور ستاروں کو اکٹھا کر دے گا۔ پھر اس پر دبور (پچھوائی ہوا) بھیجے گا اور وہ اسے بھڑکا دے گی۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝ سے مراد بھڑکا ہوا سمندر ہے۔(4)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝ کی تفسیر میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سمندر بھڑکنے لگے گا اور پھر وہی جہنم بن جائے گا۔

ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝ سے مراد لبالب بھرا ہوا سمندر ہے۔(5)

امام شیرازی نے الالقاب میں اصمعی کی سند سے ابو عمرو بن علاء سے اور وہ ذی الرمہ رحمہم اللہ سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝ سے مراد خالی سمندر ہے۔ ایک جماعت پانی پینے کے لیے نکلی تو اس نے حوض کو فارغ اور خالی دیکھا۔ تو کہا: الحوض مسجور۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝٧ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝٨ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۝٩ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝١٠ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝١١ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۝١٢ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝١٣ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝١٤ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۝١٥

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 26

3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 25 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

اِصۡلَوۡهَا فَاصۡبِرُوۡۤا اَوۡ لَا تَصۡبِرُوۡا ۚ سَوَآءٌ عَلَيۡكُمۡ ؕ اِنَّمَا تُجۡزَوۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۝۱۶ اِنَّ الۡمُتَّقِيۡنَ فِىۡ جَنّٰتٍ وَّنَعِيۡمٍ ۙ ۝۱۷ فٰكِهِيۡنَ بِمَاۤ اٰتٰهُمۡ رَبُّهُمۡ ۚ وَوَقٰهُمۡ رَبُّهُمۡ عَذَابَ الۡجَحِيۡمِ ۝۱۸

''یقیناً آپ کے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا۔ اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔ جس روز آسمان بری طرح تھرتھرا رہا ہوگا۔ اور پہاڑ (اپنی جگہ چھوڑ کر) تیزی سے چلنے لگیں گے۔ پس بربادی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ جو محض تفریح طبع کے لیے فضول باتوں میں لگے رہتے ہیں۔ اس روز انہیں دھکے دے کر آتش جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (انہیں کہا جائے گا) یہی وہ آگ ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ کیا یہ (آگ) جادو (کا کرشمہ) ہے یا تمہیں یہ نظر ہی نہیں آرہی۔ اس میں (تشریف لے) چلو اب چاہے صبر کرو یا نہ کرو۔ دونوں برابر ہیں تمہارے لیے تمہیں اسی کا بدلہ دیا جا رہا ہے جو تم کیا کرتے تھے۔ بے شک پرہیزگار (اس روز) باغوں میں اور نعمتوں میں ہوں گے۔ شادومسرور ان نعمتوں پر جو انہیں ان کے رب نے دی ہوں گی۔ اور بچا لیا انہیں ان کے رب نے دوزخ کے عذاب سے''۔

امام سعید بن منصور، ابن سعد اور امام احمد رحمہم اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں غزوہ بدر کے قیدیوں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ طیبہ میں آیا اور آپ ﷺ کے پاس ٹھہر گیا۔ اس وقت آپ ﷺ صحابہ کرام کے ہمراہ مغرب کی نماز ادا فرما رہے تھے۔ تو میں نے آپ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا: اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝ تو یہ سنتے ہی میرا دل مضطرب اور پریشان ہوگیا۔

امام ابوعبید رحمہ اللہ نے فضائل میں حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝ تو آپ کی سانس پھول گئی اور اس کے سبب بیس دن تک یہ کیفیت بار بار بنتی رہی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت مالک بن مغول رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ پڑھا: وَالطُّوۡرِ ۙ ۝ وَكِتٰبٍ مَّسۡطُوۡرٍ ۙ ۝ فِىۡ رَقٍّ مَّنۡشُوۡرٍ ۝ فرمایا: یہ قسم ہے اس قول تک اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝ پس آپ رونے لگے، مزید روئے یہاں تک کہ اس درد کی وجہ سے بار بار روئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اسی آیت کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہاں قسم واقع ہوئی ہے اور وہ قیامت کا دن ہے۔ (1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: يَوۡمَ تَمُوۡرُ السَّمَآءُ مَوۡرًا ۝ میں تَمُوۡرُ بمعنی تحرك ہے۔ یعنی جس روز آسمان حرکت کر رہا ہوگا اور کانپ رہا ہوگا۔ اور يَوۡمَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 27، داراحیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

يُدَعُّوْنَ میں يُدَعُّوْنَ بمعنی یدفعون ہے یعنی اس روز انہیں دھکیلا جائے گا۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ﴿۹﴾ بمعنی تدور دورا ہے یعنی جس روز آسمان سخت گھومنے لگے گا۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: انہیں گردنوں سے پکڑ کر دھکیلا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ جہنم میں داخل ہو جائیں گے۔(3)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے اس آیت کے ضمن میں یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں آتش جہنم کی طرف سختی سے دھکیلا جائے گا۔

كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ ﴿۲۰﴾ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ مَاۤ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ كُلُّ امْرِیًٔۢ بِمَا كَسَبَ رَهِیْنٌ ﴿۲۱﴾ وَ اَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّ لَحْمٍ مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾

"(حکم ملے گا) کھاؤ پیو خوب مزے لے لے کر ان (نیکیوں) کے بدلے جو تم کیا کرتے تھے۔ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے بچھے ہوئے پلنگوں پر اور ہم انہیں بیاہ دیں گے گوری گوری آہو چشموں سے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی پیروی کی ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ، ہم ملا دیں گے ان کے ساتھ ان کی اولاد کو اور ہم کمی نہیں کریں گے ان کے عملوں (کی جزا) میں ذرہ بھر۔ ہر شخص اپنے اپنے اعمال میں اسیر ہوگا۔ اور ہم مسلسل دیتے رہیں گے انہیں (ایسے) میوے اور گوشت جو وہ پسند کریں گے"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ اہل جنت کے بارے اللہ تعالیٰ کے ارشاد كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس میں هَنِیْٓـًٔۢا کا مفہوم ہے: تم اس میں نہیں مرو گے۔ پس اس وقت اہل جنت کہیں گے۔ اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۵۹﴾ (الصفافات) (جنتی کہیں گے) کیا اب تو ہمیں مرنا نہیں ہوگا بجز اپنی پہلی موت کے اور نہ ہمیں (اب) عذاب دیا جائے گا)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کیا اہل جنت ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے بلاشبہ وہ تیز رفتار اونٹنیوں پر ایک دوسرے کی ملاقات کریں گے۔ ان سواریوں پر ریشم کے کپڑے پڑے ہوں گے۔ اوپر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 29-27، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 28 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 29

marfat.com

Marfat.com

والے نیچے والوں کی ملاقات کے لیے آئیں گے۔ لیکن نیچے والے اوپر والوں کی ملاقات نہیں کر سکیں گے۔ فرمایا یہ ان کے درجات ہیں۔ فرمایا: بے شک وہ اپنی کہنیاں تکیوں پر رکھے ٹیک لگا کر بیٹھیں گے اور کھانے پینے لگیں گے اور خوب آسودہ حال رہیں گے اور اس میں جام شراب باری باری ایک دوسرے کو دیتے جائیں گے۔ لیکن اس میں نہ کوئی لغوبات کہیں گے اور نہ کوئی گناہ کا عمل کریں گے، نہ اس سے انہیں دردسر ہوگا اور نہ ہی وہ بدمست ہوں گے۔ ستر خریف تک وہ اسی حال پر رہیں گے۔ ان میں سے کوئی بھی اپنی کہنی اپنے تکیے سے نہیں اٹھائے گا۔ پھر سائل نے عرض کی: یارسول الله! صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ نکاح بھی کریں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے! پیچھے ہٹ جاؤ پیچھے ہٹ جاؤ۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اشارہ بھی کیا۔ لیکن دونوں جانب سے منی کا اخراج نہیں ہوگا۔ نہ وہاں پر وہ رینٹ صاف کریں گے اور نہ ہی پاخانہ کریں گے۔ ان کے بدن سے خارج ہونے والا پسینہ کستوری کے دانوں کی طرح ہوگا۔ ان کی انگیٹھیوں میں اگر کی لکڑی ہوگی۔ ان کی کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی اور ان کے برتن بھی سونے اور چاندی کے ہوں گے۔ وہ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے۔ ان کے دل (باہم پیار اور محبت کے سبب) ایک آدمی کے دل کی طرح ہوں گے۔ نہ ان میں کوئی کینہ ہوگا اور نہ ہی ایک دوسرے سے بغض رکھیں گے۔ اور وہ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔

امام سعید بن منصور، ہناد، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کی اولاد کو بھی جنت میں اس کے ساتھ بلند درجہ پر فائز فرمادیگا۔ اگرچہ عمل میں وہ اس سے کم ہوں گے۔ تاکہ ان کے سبب بندۂ مومن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں (اور اسے راحت وسکون حاصل ہو) پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم الآیہ۔(1)

امام بزار اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ مومن کی اولاد کو بھی اس کے درجہ میں بلند فرمادے گا۔ اگرچہ عمل میں وہ اس سے کم ہوگی۔ تاکہ ان کے سبب ان کی آنکھوں کو تراوت اور ٹھنڈک نصیب ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَيْءٍ۔ فرمایا جو کچھ (بلند مراتب) ہم نے اولاد کو عطا فرمایا ہے، اس کے عوض والدین کے اعمال کی جزاء میں ذرہ بھر کمی نہیں کریں گے۔

امام فریابی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی جنت میں داخل ہوگا تو اپنے والدین، اپنی ذریت اور اپنے بچوں کے بارے دریافت کرے گا۔ تو اسے کہا جائے گا: بے شک وہ تیرے درجے اور تیرے عمل کو نہیں پہنچ سکے۔ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! تحقیق میں نے اپنے لیے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 32، داراحیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

اوران کے لیے عمل کیے تھے۔ چنانچہ انہیں اس کے ساتھ درجہ میں ملانے کا حکم دے دیا جائے گا۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ آیت پڑھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ آیت کے بارے فرمایا کہ ذُرِّيَّتُهُمْ سے مراد بندۂ مومن کی وہ اولاد ہے جو دین اسلام پر رہتے ہوئے موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں۔ اگرچہ ان کے آباء واجداد کے درجات ان کے درجات سے بلند ہوں گے لیکن وہ اپنے آباء سے جا ملیں گے۔ اور اس کے عوض جو اعمال ان کے آباء نے کیے ان میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوگی۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد المسند میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک مومنین اوران کی اولاد سب جنت میں ہوں گے اور مشرکین اوران کی اولاد سب جہنم میں ہوں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آیت پڑھی۔

امام ہناد اور ابن منذر نے اسی آیت کی تفسیر میں حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آباء کو اسی کی مثل عطا کیا جائے گا جو بیٹوں کو عطا کیا جائیگا۔ اور بیٹوں (اولاد) کو اسی کی مثل عطا کیا جائے گا جو کچھ آباء واجداد کو دیا جائے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے اس آیت کے ضمن میں بیان کیا ہے: اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کے لیے اس کی اولاد کو اسی طرح جمع فرمادیگا جیسا کہ وہ دنیا میں پسند کرتا تھا کہ انہیں ان کے لیے جمع کیا جائے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ کا یہ معنی بیان کیا ہے ہم ان کے اعمال (کی جزا) میں ذرہ بھر کمی نہیں کریں گے۔(1)

فریابی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے ان کے عمل میں سے کسی شے کی کمی نہیں کی۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ دونوں نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ ہم ان کے ساتھ کسی قسم کا ظلم اور زیادتی نہیں کریں گے۔(2)

يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَ لَا تَاْثِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾ وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ وَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾ فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّ لَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 35، داراحیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 36

marfat.com

Marfat.com

"وہ چھینا جھپٹی کریں گے وہاں جام شراب پر (لیکن) اس میں نہ کوئی لغویت ہوگی اور نہ گناہ۔ اور (خدمت بجا لانے کے لیے) چکر لگاتے ہوں گے ان کے گرد ان کے غلام (اپنے حسن کے باعث) یوں معلوم ہوں گے گویا وہ چھپے موتی ہیں۔ اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھیں گے۔ کہیں گے ہم بھی اس سے پہلے اپنے اہل خانہ میں (اپنے انجام کے بارے میں) سہمے رہتے تھے۔ سو بڑا احسان فرمایا ہے اللہ نے ہم پر اور بچا لیا ہے ہمیں گرم لو کے عذاب سے۔ بے شک ہم پہلے بھی (دنیا میں) اس سے دعا کیا کرتے تھے۔ یقیناً وہ بہت احسان کرنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ پس آپ سمجھاتے رہیے۔ آپ اپنے رب کی مہربانی سے نہ کاہن ہیں اور نہ مجنون"۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ابن جریج نے يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا کے ضمن میں فرمایا کہ آدمی، اس کی بیوی اور اس کے خدام آپس میں چھینا جھپٹی کریں گے کہ وہ آدمی جام شراب اپنے خادم اور اپنی زوجہ سے لینے کی کوشش کرے گا اور خدام وہی جام اس سے اور اس کی بیوی سے چھیننے کی کوشش کریں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ۝ کا معنی ہے کہ اس میں نہ کوئی باطل شے ہوگی اور نہ گناہ۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے لَّا لَغْوٌ فِيْهَا نہ وہ اس میں گالی گلوچ دیں گے وَلَا تَاْثِيْمٌ۝ اور نہ وہ اس میں ہلاک ہوں گے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ۝ کی تفسیر میں ابن جریج نے کہا: یعنی ایسے موتی جنہیں ابھی تک ہاتھوں نے مس نہ کیا ہو۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ۝ کے بارے فرمایا کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی گئی: یارسول اللہ! ﷺ جب یہ خدام موتیوں کی مثل ہیں تو مخدوم کی کیفیت کیا ہوگی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! مخدوم کو تو خادم پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے چودھویں رات کے بدر منیر کو تمام ستاروں پر فضیلت حاصل ہے۔ یہ ابن جریر کے الفاظ ہیں۔ اور ایک روایت میں الفاظ کا مفہوم یہ ہے: ان دونوں کے مابین ایسی فضیلت ہے جیسے چودھویں رات کے ماہ تمام کو ستاروں پر فضیلت حاصل ہے۔(2)

امام ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے رب کے نزدیک میں تمام اولاد آدم سے زیادہ معزز و محترم ہوں۔ اور میں یہ فخر سے نہیں کہتا۔ اور ہزار خدام مجھ پر چکر لگائیں گے كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ۝ (گویا کہ وہ چھپے ہوئے موتی ہیں) (3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 37، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 38

3۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ماجاء فی فضل النبی ﷺ، جلد 10، صفحہ 64 (3619)، دار الفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو وہ بھائیوں کے انتہائی مشتاق ہوں گے۔ پس اس کا پلنگ آئے گا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے پلنگ کے بالکل سامنے آجائیگا۔ وہ دونوں آپس میں باتیں کرنے لگیں گے۔ یہ بھی تکیہ لگالے گا اور وہ بھی تکیہ لگائے ہوئے ہوگا۔ اور وہ دونوں اس طرح گفتگو کرنے لگیں گے جیسے وہ دنیا میں کرتے تھے۔ تو ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہے گا اے فلاں! کیا تو جانتا ہے کون سے دن اللہ تعالیٰ نے ہماری مغفرت فرمائی۔ جس دن ہم فلاں فلاں مقام پر تھے اور ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے ہماری مغفرت فرمادی۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ کا مفہوم حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ بے شک ہم بھی اس سے پہلے دنیا میں اپنے اہل خانہ میں (اپنے انجام کے بارے) سہمے رہتے تھے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے یہ بیان کیا ہے: عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ سے مراد آگ کا بھڑکنا اور جلنا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ عذاب سموم سے ایک پورے کی مثل اہل زمین پر کھول دے۔ تو وہ زمین اور جو کچھ اس پر ہے سب کو جلا کر راکھ کر دے۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی: فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾ تو آپ نے دعا مانگی: اے اللہ! ہم پر احسان فرما اور ہمیں گرم لو کے عذاب سے بچالے۔ بے شک تو بہت احسان کرنے والا اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اور یہ آپ نے نماز میں کہا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت اسماء رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی اور اس پر واقع ہوئیں۔ تو پھر پناہ طلب کرنے لگیں اور دعا مانگنے لگیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ الْبَرُّ کا معنی لطیف ہے (بہت زیادہ مہربان)۔(1)

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ الْبَرُّ کا معنی صادق (بہت زیادہ سچ بولنے والا) ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿۳۱﴾ۭ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۳۲﴾ۚ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ۚ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 39، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٣٤﴾ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ
الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ
عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ﴿٣٧﴾ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ
يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۚ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾ أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ وَ
لَكُمُ الْبَنُونَ ﴿٣٩﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿٤٠﴾ أَمْ
عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤١﴾ أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا
هُمُ الْمَكِيدُونَ ﴿٤٢﴾ أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٤٣﴾
وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿٤٤﴾ فَذَرْهُمْ
حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ﴿٤٥﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ
كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٤٦﴾

"کیا یہ (نابکار) کہتے ہیں کہ آپ شاعر ہیں (اور) ہم انتظار کر رہے ہیں ان کے متعلق گردش زمانہ کا۔ فرمایئے (ہاں ضرور) انتظار کرو پس میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں سے ہوں۔ کیا حکم دیتی ہیں ان کی عقلیں ان (مہمل) باتوں کا یا یہ لوگ ہی سرکش ہیں۔ کیا وہ لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے خود ہی (قرآن) گھڑ لیا ہے۔ درحقیقت یہ بے ایمان ہیں۔ پس (گھڑ کر) لے آئیں وہ بھی اس جیسی کوئی (روح پرور) بات اگر وہ سچے ہیں۔ کیا وہ پیدا ہو گئے بغیر کسی (خالق) کے یا وہ خود (اپنے) خالق ہیں؟ کیا انہوں نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو؟ (ہرگز نہیں) بلکہ وہ یقین سے محروم ہیں۔ کیا ان کے قبضہ میں ہیں آپ کے رب کے خزانے یا انہوں نے ہر چیز پر تسلط جما لیا ہے۔ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے (جس پر چڑھ کر) وہ (خفیہ باتیں) سن لیا کرتے ہیں (اگر ایسا ہے) تو لے آئے ان میں سے سننے والا روشن دلیل۔ (ظالمو!) کیا اللہ کے لیے نری بیٹیاں اور تمہارے لیے نرے بیٹے۔ (اے حبیب!) کیا آپ ان سے کوئی اجرت مانگتے ہیں پس وہ چٹی کے بوجھ سے دبے جا رہے ہیں۔ کیا ان کے پاس غیب (کا علم) ہے پس وہ لکھتے جاتے ہیں۔ کیا وہ (رسول خدا سے) کوئی فریب کرنا چاہتے ہیں تو وہ کافر خود ہی اپنے فریب کا شکار ہو جائیں گے۔ کیا ان کا کوئی اور خدا ہے اللہ کے سوا۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ اس شرک سے جو وہ کرتے ہیں۔ اور اگر وہ دیکھ لیں آسمان کے کسی ٹکڑے کو گرتا ہوا تو یہ (احمق) کہیں

marfat.com

Marfat.com

گے یہ تو بادل ہے تہہ در تہہ۔ پس انہیں (یونہی) چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن کو پالیں جس میں وہ غش کھا کر گر پڑیں گے۔ جس روز ان کی فریب کاری ان کے کسی کام نہ آئے گی اور نہ ان کی مدد کی جائے گی"۔

امام ابن اسحاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قریش جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دار الندوہ میں جمع ہوئے تو ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا تم اسے بیڑیوں میں قید کر دو۔ پھر اس کی موت کا انتظار کرو۔ یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جائے۔ جیسا کہ اس سے پہلے شعراء زہیر اور نابغہ وغیرہ ہلاک ہوئے۔ کیونکہ یہ بھی انہیں میں سے ایک ہے۔ تو ان کے اس قول کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رَيْبَ الْمَنُوْنِ سے مراد موت ہے۔(2)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: سورۂ طور میں ایک مقام کے سوا ریب کا معنی شک ہے اور وہاں رَيْبَ الْمَنُوْنِ کا معنی حوادث الامور (گردش زمانہ، حوادثات زمانہ) ہے۔ جیسا کہ شاعر نے کہا:

تَرَبَّصَ بِهَارَيْبُ الْمَنُوْنِ لَعَلَّهَا تُطَلَّقُ يَوْمًا اَوْ يَمُوْتُ حَلِيْلُهَا

"حوادثات زمانہ نے اس کے لیے انتظار کیا کہ شاید اسے کسی دن طلاق ہو جائے یا پھر اس کا خاوند فوت ہو جائے"۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ رَيْبَ الْمَنُوْنِ سے مراد حوادث الدھر ہیں۔ اور اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ کے بارے فرمایا: بلکہ یہ لوگ ہی سرکش ہیں۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اَحْلَامُهُمْ کا معنی عقول ہیں۔

ابن منذر نے ابن جریج سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖ پس وہ بھی لے آئیں قرآن کی مثل کوئی بات۔ اور فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ (پس لے آئے ان کا سننے والا ساتھی) اور ارشاد گرامی اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ کے بارے فرماتے ہیں: کیا آپ نے ان لوگوں سے اسلام لانے پر کسی اجر کا مطالبہ کیا ہے کہ اس چٹی نے انہیں اسلام لانے سے روک دیا ہو۔ اور اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ کے بارے فرمایا۔ الْغَيْبُ سے مراد قرآن ہے (یعنی یا ان کے پاس قرآن کا علم ہے)

امام بخاری اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز مغرب میں سورۂ طور پڑھتے ہوئے سنا۔ پس جب آپ اس آیت پر پہنچے: اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ الآیات تو میرا دل اڑنے کے قریب ہو گیا۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 40، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 39 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 39,41
4۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 720، وزارت تعلیم اسلام آباد

marfat.com
Marfat.com

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے الْمُصَیْطِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ بمعنی مسلطون (یعنی یا انہوں نے تسلط جما لیا ہو) کہا ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ اَمْ هُمُ الْمُصَیْطِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ یعنی اَمْ هُمُ الْمُنْزِلُوْنَ (یا وہ خود ہی اترنے والے ہیں)(2) واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَاِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْیُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ﴿۴۸﴾ وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿۴۹﴾

"اور بے شک ظالموں کے لیے (ایک) عذاب (دنیا میں) اس سے پہلے بھی ہے لیکن ان میں سے اکثر (اس سے) بے خبر ہیں۔ اور آپ صبر فرمائیے اپنے رب کے حکم سے پس آپ بلاشبہ ہماری نظروں میں ہیں اور پاکی بیان کیجئے اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے جب کہ آپ اٹھتے ہیں۔ اور رات کے کسی حصہ میں بھی اس کی تسبیح کیجئے اور اس وقت بھی جب ستارے ڈوب رہے ہوتے ہیں"۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آیت میں عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ سے مراد قیامت کے دن سے پہلے عذاب قبر ہے۔(3)

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت زاذان رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک عذاب قبر (کا ذکر) قرآن کریم میں موجود ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَاِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ۔(4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اس کے بارے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: اس عذاب سے مراد قریش کے لیے دنیا میں بھوک اور قحط ہے۔(5)

رہا ارشاد گرامی وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ﴿۴۸﴾ تو اس کے بارے امام فریابی اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر مجلس سے اٹھتے وقت حمد بیان کرتے ہوئے اپنے رب کی پاکی بیان کیجئے۔

ابن ابی شیبہ نے ابو الاحوص سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب آپ اٹھیں تو کہیں سبحان اللہ وبحمدہ۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے جامعہ میں حضرت ابو عثمان الفقیر رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تعلیم دی کہ جب آپ کسی مجلس سے کھڑے ہوں تو یہ کہا کریں "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ"(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 42 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 46 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

6۔ مصنف عبد الرزاق، باب کفارۃ المجالس، جلد 10، صفحہ 84 (19965)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی مجلس سے اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو آخر میں کہتے" سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ "تو کسی آدمی نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ اب آپ یہ کلمات کہتے ہیں جو کہ آپ اس سے پہلے نہیں کہا کرتے تھے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اس (لغزش وغیرہ) کا کفارہ ہے جو مجلس میں ہو جاتی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت زیاد بن حصین رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں ابوالعالیہ کے پاس گیا۔ تو جب میں نے ان کے پاس سے نکلنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے فرمایا: کیا میں تجھے وہ کلمات نہ عطا کروں جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور نبی رحمت ﷺ کو سکھائے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں ضرور۔ تو انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ اپنی مجلس سے اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو آخر میں یہ کلمات کہتے تھے:" سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ "تو عرض کی گئی یارسول اللہ! ﷺ یہ کلمات کیا ہیں جو آپ ادا فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: یہ وہ کلمات ہیں جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے سکھائے ہیں اور یہ مجلس میں جو کچھ ہو جاتا ہے اس کا کفارہ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن جعدہ رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ مجلس کا کفارہ یہ کلمات ہیں:" سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ "۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، اور ابن منذر نے وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٤٨﴾ کے بارے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے (اور آپ اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے پاکی بیان کیجئے) یعنی جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو یہ کلمات کہا کریں:" سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ "(2)

امام ابوعبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ جب وہ نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو یہ کلمات کہے" سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ "کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی مکرم ﷺ کو فرما رہا ہے۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٤٨﴾۔

ابن مردویہ نے اسی آیت کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کیجئے جب کہ آپ اپنے بستر سے اٹھتے ہیں یہاں تک کہ آپ نماز میں داخل ہو جائیں۔ واللہ اعلم۔

رہا یہ ارشاد گرامی وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿٤٩﴾ تو اس کے بارے امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد صبح کی نماز سے پہلے کی دو رکعتیں ہیں۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿٤٩﴾ سے مراد فجر کی دو رکعتیں ہیں۔

ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہ قول بیان کیا ہے کہ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿٤٩﴾ سے مراد صبح کی نماز ہے۔(3)

---

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الدعاء والتکبیر، جلد 1، صفحہ 721 (1971)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 47، دار احیاء التراث العربی بیروت　3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 49

marfat.com

Marfat.com